خدمت خلق کا مفہوم

میاں عبدالمنان منذر

اور آپؐ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے خدا کے سامنے دو پڑوسی پیش ہوں گے جنہوں نے ایک دوسرے کے حق کو ادا نہیں کیا ہوگا۔ (مسند احمد)

بہر حال ہمسائے کے بڑے حقوق ہیں جو درج ذیل ہیں۔

ہمسائے کے حقوق

۱۔ اسے کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے۔

۲۔ اس سے بیہودہ گوئی نہ کی جائے۔

۳۔ خوشی کے وقت اس کو مبارکباد دی جائے۔

۴۔ اس کی بیماری میں بیمار پرسی کی جائے۔

۵۔ مصیبت میں اس کی مدد کی جائے۔

۶۔ اس کے عیبوں کو چھپایا جائے۔

۷۔ اس کے بیوی بچوں کو بری نگاہ سے نہ دیکھا جائے۔

۸۔ اس کو تحفہ و تحائف سے نوازا جائے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا: جو اپنے دروازے کو بند رکھتا ہے تاکہ اس کا پڑوسی اور اس کے بال بچے ان کے گھر میں نہ آنے پائیں تو وہ مومن نہیں ہے اور پڑوسی کو تکلیف دینے والا بھی مومن نہیں ہے۔

آپؐ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ ہمسائے کا کیا حق ہے؟ اس کا حق یہ ہے کہ جب وہ تم سے مدد طلب کرے تو مدد دو۔ جب قرض مانگے تو قرض دو۔ اور جب بیمار پڑ جائے تو بیمار پُرسی کرو اور جب اس کو بھلائی پہنچے تو مبارکباد دو اور جب مصیبت پہنچے تو تسلی دو اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو جاوَ۔ اور بغیر اس کی اجازت کے اپنے مکان کی دیوار کو اس کے مکان کی دیوار سے اونچی نہ رکھو کہ ہوا رک جائے اور اپنی ہنڈیا کے بگھار کی خوشبو سے اس کو نہ ستاؤ مگر یہ کہ اس میں سے اس کو بھی دو۔ ایک چمچہ دے دو۔ اور جب پھل پھول خریدو تو اس کے ہاں تحفہ یا ہدیہ بھیج دو۔ اگر یہ کام نہ کر سکو تو اسے خوش رکھنے کی کوشش کرو۔ اور تمہاری کوئی اولاد پھل فروٹ لے کر باہر نہ نکلے کہ پڑوسی کے بچے کو اس کے نہ ملنے کی وجہ سے صدمہ ہو اور وہ ناخوش ہو۔ (ترغیب و ترہیب)

بیوہ کی خدمت

بیوہ وہ عورت ہے جس کا خاوند مر چکا ہو اور اپنے ظلِ عاطفت سے محروم ہو گئی ہو۔ اس کی دنیا کا سہاگ لٹ چکا ہو اور اپنے سرتاج کے مرنے سے غم والم کے سمندر میں غوطہ زن رہتی ہے۔ کوئی مربی و پرسان حال نہیں۔ وبہت سی مشکلات میں ڈوبی رہتی ہے۔ مخالفین ستاتے اور تنگ کرتے بلکہ بے حامی و بے محافظ دیکھ کر روحانی اور جسمانی تکالیف کے درپے ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں بیوہ کی خدمت کرنا انسانی اور اسلامی فریضہ ہے۔ اس کی اعانت سے دنیا کے لوگ خوش اور خدا اور رسولؐ بھی خوش ہوتے ہیں۔ ایسی عورت کی مدد کرنے سے بڑے درجے ملتے ہیں۔

نبی کریمؐ نے فرمایا:-

"بیوہ اور مسکین کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا اور ان کی خدمت کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ خدا کہ راستے میں جہاد کرنے والا۔ جیسا کہ وہ نمازی جو نماز سے نہیں تھکتا۔ اور وہ روزہ دار جو کبھی روزے سے ناغہ نہیں کرتا۔ (بخاری)

اس حدیث مبارکہ میں دوڑ دھوب سے مراد خدمت ہے۔ اور اگر اس کی رضامندی ہو تو نکاح ثانی کرا دینا چاہیئے تا کہ وہ سہاگن بن جائے۔

قرآن مجید نے فرمایا۔

وانکحو الایامیٰ مِنکم (نور)

اور اپنے میں سے بے شوہر عورتوں کا نکاح کر دو۔

اگر کوئی بیوہ عورت عصمت و عفت برقرار رکھنے کے ساتھ چھوٹے چھوٹے بچوں کی پرورش میں لگی رہے اور نکاح کے بندھن سے آزاد رہے تو اس کی بڑی فضیلت اور ثواب ہے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا۔

"میں اور وہ شریف اور حسن و جمال اور عزت والی بیوہ عورت جو شوہر کے انتقال کے بعد اپنے یتیم بچوں کی خاطر اپنے نفس کو نکاح سے روکے رہے اور محنت و مشقت اٹھانے کی وجہ سے اس کی رنگت کالی ہو گئی ہو۔ قیامت کے دن مرتبے میں ان دونوں انگلیوں کی طرح قریب ہوں گے۔"

یزید نے جو کہ اس حدیث کے راوی ہیں وسطیٰ اور سبابہ دونوں انگلیوں کا اشارہ کر کے سمجھایا۔ (ابوداوٗد)

غرضیکہ بیوہ کو قرآن اور اسلام نے بہترین مقام عطا کیا ہے اور لوجہ اللہ

خدمت کرنے والا بڑا سعادت مند ہے۔ یاد رہے کہ اسلام آنے سے پہلے جاہلیت میں اگر کوئی عورت بیوہ ہو جاتی تھی تو اس بے چاری کی جیتے جی جہنم بن جاتی تھی بیوہ ہونے کے بعد نہ اسے سسرال میں رہنے دیا جاتا تھا اور نہ اسے میکے میں جگہ ملتی تھی۔ ہر جگہ اسے دھکے دے کر نکال دیا جاتا تھا۔ چونکہ وہ لوگ اسے ڈائن، ناگن اور قابل نفرت سمجھ کر اس کے سایہ تک سے بچنا چاہتے تھے۔ اسلام نے آکر بیوہ کو جینے کا حق اور عزت کا مقام عطا کیا جس کا اعتراف یورپین مفکرین اور فرانسیسی مؤرخوں نے بھی کیا ہے۔

۵۔ ایک شخص نے رسول اللہ سے اپنی سخت دلی کی شکایت کی آپؐ نے فرمایا تم یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔ تمہارا دل نرم ہو جائے گا۔ (احمد، ترغیب)

٦۔ اس ذات پاک کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ دنیا میں بھیجا ہے قیامت کے دن خدا اس کو عذاب نہیں کرے گا جو یتیم پر رحم کرے گا اور نرمی سے گفتگو کرے گا۔ (طبرانی)

قرآن مجید میں بھی متعدد جگہ یتیم کا بیان آیا ہے

فاما الیتیم فلا تقھر

یتیم کو مت دباؤ اور اس کے ساتھ سختی سے مت پیش آؤ اور ان کے مال کو مت کھاؤ۔ جو لوگ یتیم کی عزت اور خدمت نہیں کرتے ان کے اوپر عذاب نازل ہوتا ہے اور ان کی روزی تنگ ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

جب خدا انہیں آزماتا ہے اور ان کی روزی تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے

میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔ ہر گز نہیں بلکہ تم یتیم کی خدمت نہیں کرتے اور نہ مسکین کے کھلانے پر کسی کو آمادہ کرتے ہو۔ (الفجر)

جو لوگ مسکینوں اور یتیموں کی خدمت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی بڑی تعریف کرتا ہے۔

۲۔ نیک بخت وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ محبت میں یتیم و مسکین اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (دہر)

اور جو لوگ ناجائز طریقے سے یتیموں کے مال پر ناجائز قبضہ کر کے کھا جاتے ہیں ان کیلئے سخت وعید ہے۔

۳۔ جو لوگ ناحق یتیموں کے مال کو کھا جاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کے انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب دوزخ میں داخل ہوں گے۔ (نساء)

مذکورہ بالا آیات کے علاوہ قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں یتیموں کے متلق کئی احکام ہیں۔

۱۔ یہ کہ جب یتیم بالغ ہوشیار ہو جائیں اور ان کا مال تمہارے پاس امانت کے طور پر رکھا ہوا ہو تو ان کو پورا پورا واپس کر دو اور خورد بردمت کرو۔

۲۔ یتیموں کے اچھے مال و اسباب کو اپنے خراب مال سے نہ بدلو۔

۳۔ ان کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا کر مت کھاؤ کہ ان کا مال زیادہ خرچ کرو اور اپنا کم۔

۴۔ یتیم لڑکی سے اگر نکاح کرو تو پورا پورا ان کا حق ادا کرو۔ اور انصاف کرو ورنہ ان سے نکاح مت کرو ان کے علاوہ دوسری آزاد عورتوں سے چار تک کر سکتے ہو۔

۵۔ یتیم عورتوں کے مہر ان کو دے دیا کرو اگر وہ اپنی خوشی سے معاف کر دیں تو پھر کوئی گناہ نہیں ہے۔

۶۔ جو یتیم بچے نا سمجھ اور نادان ہیں ان کے مال کو ان کی نا سمجھی کے زمانے میں مت دو۔ ورنہ وہ برباد کر ڈالیں گے البتہ نان و نفقہ اور کپڑا وغیرہ ضرور دیتے رہو اور انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ اور انہیں کاروبار میں لگائے رکھو۔ جب وہ سمجھ دار ہو جائیں تو ان کی امانت ان کے حوالے کر دو۔

۷۔ ان کے بڑے ہونے کے خوف سے ان کے مال کو ناجائز طریقے سے مت ہڑپ کرو۔

۸۔ محتاج متولی بقدر اپنی مزدوری کے دستور کے موافق کھا سکتا ہے۔

۹۔ یتیم کا مال واپس کرتے وقت گواہ بنا لو تاکہ آئندہ کوئی جھگڑا فساد برپا نہ ہو۔ کسی قسم کا تنازع کھڑا نہ ہو جائے۔

خاوند کی خدمت

خاوند بیوی کا سرتاج اور بادشاہ ہے۔ عورت کو چاہیئے کہ وہ اسے خوش رکھے، اس کی خدمت و اطاعت کرے اور کسی معاملے میں بھی اسے ناراض نہ کرے۔ خاوند کی خوشی گویا اللہ تعالیٰ کی خوشی اور خاوند کی ناراضگی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ جو عورت اپنے خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری کرتی ہے وہ جنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر

فضیلت دے رکھی ہے۔ اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں۔ پس نیک فرمانبردار عورتیں خاوند کی عدم موجودگی میں اپنی حفاظت اور نگہداشت رکھنے والیاں ہیں۔ اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بددماغی کا تمہیں خوف ہو تو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو۔ اور انہیں مار کی سزا دو۔ پھر اگر وہ تابعداری کرنے لگیں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔" (نساء)

اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ خاوند بیوی کا سردار ہے اس لئے کہ نان و نفقہ وغیرہ کی ذمہ داری اس پر ہے۔ اور عورتوں کی ذمہ داری خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔

نبی کریمؐ کا ارشاد ہے۔

"جو عورت پانچوں وقت کی نماز ادا کرتی رہی اور رمضان کے روزے رکھتی رہی اور پاک دامن رہی۔ اور شوہر کی فرمانبرداری کرتی رہی تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (مشکوۃ)

دوسری حدیث میں رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ جو عورت اپنے خاوند کو خوش کر کے مرے گی۔ جنت میں داخل ہو گی۔ (ترمذی)

رسول اللہؐ سے دریافت کیا گیا کہ کون سی عورت سب سے اچھی ہے تو آپؐ نے فرمایا۔

سب عورتوں میں وہ عورت اچھی ہے جب اس کا خاوند اسے دیکھے تو خوش کر دے۔ اور جب وہ حکم دے تو اسے بجا لائے۔ اپنے جان اور مال میں خاوند کی

مرضی کے خلاف کچھ نہ کرے۔ (پوچھنے والی عورتوں سے فرمایا) جب تمہارا خاوند کسی کام کا حکم دے تو فوراً اس کو بجا لاؤ اور حیلہ بہانہ مت کرو۔ (بیہقی)

آنحضرتؐ نے مزید فرمایا:۔

جب خاوند اپنی بیوی کو خاص ضرورت کیلئے بلائے تو فوراً حاضر ہو جائے۔ اگرچہ کسی ضروری کام روٹی وغیرہ پکانے میں ہی مشغول کیوں نہ ہو۔ (ترمذی)

عورتوں کو نبی کریمؐ کا ارشاد ہے۔ کہ

بغیر خاوند کی اجازت کے نفلی روزے مت رکھو اور نہ بغیر اس کی اجازت کے باہر جاؤ۔ جو عورتیں اپنے خاوند کی مرضی کے بغیر باہر قدم رکھتی ہیں سب چیزیں اس پر لعنت کرتی ہیں۔ (طبرانی، ترغیب)

اور نہ تم کبھی خاوند کو ستاؤ اور نہ ایذاء پہنچاؤ۔ جو اپنے خاوند کو ستاتی ہے جنت کی حور خود اس کو کہتی ہے۔ خدا تجھے برباد کرے اسے مت تنگ کر یہ تیرا چند دنوں کا ساتھی ہے۔ عنقریب تجھے چھوڑ کر میرے پاس آنے والا ہے۔ (ترمذی، ترغیب)

ایک حدیث مبارکہ میں ہے۔ نبیؐ نے فرمایا:۔

قیامت کے دن مرتبے میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ وہ شخص بہت خراب ہو گا جو اپنی بیوی سے ملے اور اس کی باتیں لوگوں سے کہے۔ اور وہ عورت بھی خراب ہو گی جو اپنے میاں سے ملی جلی اور وہ باتیں اپنی سہیلیوں سے ظاہر کریں۔

احادیث مذکورہ بالا اور دیگر احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عورت پر

خاوند کا بڑا حق ہے اور ہونا بھی چاہیئے کیونکہ عورت حقیقت میں خاوند کی خدمت گزار ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ اگر خدا کے سوا اور کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو عورتوں کو حکم دیا جاتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کرلیا کریں۔ لیکن خدا کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

جہاں خاوند کے عورتوں پر اور حقوق ہیں وہاں یہ بھی ہے کہ عورت گھر میں بیٹھی رہے، خاوند کے حکم کے بغیر باہر نہ جائے، دریچے پر نہ آئے۔ چھت پر نہ چڑھے، پڑوسیوں سے زیادہ باتیں نہ کرے اور بلاضرورت ان کے گھروں میں آمد و رفت نہ رکھے۔ تنہائی میں اس کے اور خاوند کے درمیان جو بے تکلفی ہوتی ہے کسی سے بیان نہ کرے۔ ہر کام میں خاوند کی خوشی اور مرضی کو مدنظر رکھے۔ خاوند کے مال میں خیانت نہ کرے۔ خاوند پر مہربانی کرے۔ جب خاوند کا کوئی دوست دروازہ کھٹکھٹائے تو اس طرح جواب دے کہ خود پہچان نہ پڑے اور یہ معلوم نہ ہو کہ صاحب خانہ کی بیوی بات کر رہی ہے۔ اپنے آپ کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرے اور جو کام اپنے ہاتھ سے کر سکتی ہو اس کو انجام پہنچانے میں دریغ نہ کرے۔ خاوند کے سامنے اپنی خوبصورتی اور حسن و جمال پر فخر نہ کرے۔ اور اسی کے احسان کی ناشکری نہ کرے اور یہ بھی کبھی نہ کہے کہ تو نے میرے ساتھ کیا کیا۔

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں نے دوزخ کو دیکھا تو اس میں سب سے زیادہ عورتیں دیکھیں۔ اس کا سبب پوچھا تو معلوم ہوا کہ اپنے خاوندوں کو لعن طعن، ان کی ناشکری اور ناحق شناسی کی وجہ سے ان کا یہ حال ہے۔

بیوی کی خدمت

جس طرح مردوں کا حق عورتوں پر ہے اسی طرح سے عورتوں کا حق مرد پر بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"اور جیسے مردوں کا حق عورتوں پر ہے اسی طرح دستور کے موافق عورتوں کا حق مردوں پر بھی ہے۔" (بقرہ)

چونکہ صنفی اور پیدائشی حیثیت سے عورت نہایت کمزور اور نازک ہوتی ہے اس کی دلجوئی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اس لئے ہر ممکن طریقے سے ان کی ناز برداری کرنا اور حق ادا کرنا اور حسن معاشرت سے پیش آنا نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"تم عورتوں کے ساتھ نہایت خوش اسلوبی سے زندگی بسر کرو اگر وہ تمہیں پسند نہیں ہیں تو ممکن ہے کہ تم کو ایک چیز پسند نہ آئے اور خدا نے اس میں بڑی خوبی رکھی ہو۔ حدیث مبارکہ میں بھی ہے کہ مومن مرد مومنہ عورت سے دشمنی نہ رکھے اگر وہ اس کی عادت سے ناخوش ہے تو دوسری عادت سے خوش ہو گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں عورتوں کے حق میں وصیت فرمائی۔

"میں تمہیں عورتوں کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں تو تم اس وصیت کو قبول کرو۔ یقیناً عورتیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور اوپر والی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے۔ اگر تم پسلی کو سیدھا کرنا چاہو تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر اس کے حال پر چھوڑ دو گے تو ٹیڑھی ہی رہے گی۔ میں تم کو عورتوں کے ساتھ

بھلائی کی ہی وصیت کرتا ہوں (تم اس کو ضرور مان لو) (بخاری و مسلم)

رسول اللہؐ نے عورتوں کے سلسلے میں جو اصولی بات فرمائی وہ یہ ہے۔

"تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں کیلئے بہتر ہو۔ اور میں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کیلئے اچھا ہوں" (ترمذی، دارمی، ابن ماجہ)

حضرت حکیم بن معاویہ قشیریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! بیوی کا حق خاوند پر کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جب خود کھاؤ تو اس کو بھی کھلاؤ، جب خود پہنو تو اس کو بھی پہناؤ، اس کے منہ پر تھپڑ نہ مارو اور نہ اس کو برا بھلا کہو۔ اور نہ گھر کے علاوہ سزا کیلئے علیحدہ کرو۔ اگر خاوند پورا نان و نفقہ نہیں دیتا تو بیوی بغیر اسکی اجازت کے اپنی ضرورت کے مطابق لے سکتی ہے۔ (بخاری)

اگر بیوی نافرمان ہے۔ خاوند کی اجازت کے بغیر باہر چلی جاتی ہے، بدزبانی کرتی ہے اور بداخلاقی سے پیش آتی ہے تو پہلے اس کو نصیحت کی جائے اور سمجھایا جائے۔ اگر اس سے باز نہ آئے تو کچھ دنوں تک نشست و برخاست چھوڑ دے۔ اگر پھر بھی باز نہ آئے تو ایک معمولی مار مار دے تو جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور جن عورتوں کے متعلق گھر سے باہر آنے جانے اور ادھر ادھر جھانکنے کا تم کو ڈر ہو تو ان کو سمجھاؤ اور خواب گاہ میں ان سے الگ ہو جاؤ اور ان کو مارو۔ اگر وہ تمہارا کہنا مان لیں تو ان پر راہ تلاش مت کرو۔" (نساء)

اگر متعدد بیویاں ہوں تو ان پر اعتدال رکھنا چاہیئے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔

"جس کے پاس دو عورتیں ہوں اور وہ ان کے درمیان انصاف نہیں کرتا تو وہ

قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گرا ہوا ہو گا۔

رشتہ داروں کی خدمت

حقوق العباد میں قرابت داروں کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ قرآن مجید میں کم از کم بارہ (۱۲) آیتوں میں اس کی صریح تاکید ہے۔ اور اس کو انسان کا احسان نہیں بلکہ اس کا فرض اور حق بتایا گیا ہے۔

فات ذا القربیٰ حقہ (روم)

"تم قرابت دار کا حق دے دو"

وات ذال القربیٰ حقتہ (بنی اسرائیل)

"تم قرابت داری کے حق کو ادا کر دو"

دوسری جگہ یہ وضاحت فرمائی ہے کہ مال و دولت کی محبت، ذاتی ضرورت اور خواہش کے باوجود صرف خدا کی مرضی کیلئے خود تکلیف اٹھا کر اپنے قرابت والوں کی خدمت، امداد اور حاجت روائی اصل نیکی ہے۔

"اور اصل نیکی یہ ہے کہ باوجود ضرورت کے اس کی محبت میں اہل قرابت کو دے دو" (البقرہ)

والدین کے بعد قرابت والے ہی سب سے پہلے ہماری مالی امداد اور خدمت کے مستحق ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

"فائدہ کی جو چیز بھی تم خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور رشتہ داروں کیلئے ہے۔" (بقرہ)

خدا کی خالص عبادت، توحید اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کے بعد تیسری چیز

اہل قرابت کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

"اللہ ہی کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں کے ساتھ نیکی کرو۔" (نساء)

رشتہ داروں کی محبت و خدمت کے متعلق کثرت سے احادیث نبویہؐ ملتی ہیں نبی کریم کا فرمان ہے۔

"جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کر لیا تو رحم انسانی نے رحمت والے خدا کی کمر کو پکڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا ہے، اس نے کہا نہیں۔ یہی جگہ قطع رحمی سے تیری پناہ لینے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کیا تو اس سے خوش نہیں ہے کہ جو تجھ کو ملائے اس کو میں اپنے سے ملاؤں اور جو تجھے کاٹے اس کو میں اپنے سے کاٹوں۔ اس نے کہا مجھے یہ منظور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب ایسا ہی ہو گا۔ (بخاری، مسلم)

رشتہ کا جوڑنے والا اور قرابت مندوں کی خدمت کرنے والا جنت میں داخل ہو گا۔ چنانچہ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔

"اللہ کی عبادت کیا کرو کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ، نماز اچھی طرح ادا کرو، زکوٰۃ دیتے رہو اور قرابت کا حق ادا کرتے رہو اور صلح رحمی کرتے رہو۔" (بخاری)

جو رشتہ داروں کی خدمت کرتا ہے۔ ان کے حقوق کو ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کشادہ روزی دیتا ہے اور اس کی عمر بڑھاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"جس کو یہ پسند ہو کہ اس کی روزی میں وسعت اور اس کی عمر میں برکت ہو اس کو چاہیئے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔" (بخاری، مسلم)

عام انسانوں کی خدمت

ہر انسان نسلی حیثیت سے دوسرے انسان کا بھی ہے۔ اس انسانی برادری کے اعتبار سے ایک دوسرے کے آپس میں حقوق ہیں مسلمان جو بھلائی اپنے لئے چاہتا ہے وہی اپنے دوسرے بھائی کیلئے بھی چاہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اور لوگوں کیلئے وہی چیز نہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اور جب تک کہ وہ کسی آدمی سے بھی صرف خدا کیلئے ہی پیار نہ کرے۔" (مسند احمد)

یہی سب سے بڑی ہمدردی ہے کہ اپنے بھائی کے ساتھ نیکی کی جائے اور اچھے اخلاق سے پیش آیا جائے۔ قرآن مجید میں ہے۔

وقولو للناس حسناً

لوگوں کے ساتھ اچھی بات کرو۔ اور حضور اکرمؐ نے فرمایا۔

"لوگوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ خدا تمہارے ساتھ مہربانی سے پیش آئے گا۔" (مستدرک حاکم)

کسی شاعر نے اس حدیث مبارکہ کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

خدمت خلق اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے نبی اکرمؐ انسانوں کی سب سے زیادہ خدمت کرنے والے تھے۔ چنانچہ آپؐ کی حیات طیبہ در حقیقت خدمت ہی سے عبارت ہے۔ سوائے خدا کی یاد کے مخصوص وقت کے آپؐ کی ساری زندگی خدمت خلق میں بسر ہوئی۔ چند ایک واقعات درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ ایک دفعہ آپؐ نے بازار سے ایک قمیض خریدی۔ آپ پہن کر گھر تشریف لا رہے تھے کہ راستہ میں آپ نے دیکھا ایک عریاں تن بوڑھا مسلمان راہ گیروں سے کہہ رہا ہے جو مجھے لباس پہنائے گا خدا اسے جنت کا لباس عطا فرمائے گا۔ آپؐ نے اس وقت اپنی قمیض اتار کر اسے پہنا دی اور پھر واپس بازار تشریف لے گئے اور ایک نئی قمیض خرید کر زیب تن فرمائی۔

۲۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بدو کا واقعہ نقل کیا ہے کہ عین اقامت نماز کے وقت ایک اعرابی آیا اور حضور کا دامن پکڑ کر کہنے لگا۔ حضورؐ میری ایک حاجت رہ گئی ہے ڈر ہے کہ کہیں بھول نہ جاؤں اس کو پورا فرما دیجئے۔ چنانچہ آپ اس کے ساتھ تشریف لے گئے اور اس کی حاجت پوری کرنے کے بعد آ کر نماز ادا کی۔ (بخاری)

۳۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک رات حضورؐ کے ہمراہ ایک راستے سے گزر رہا تھا کہ حضورؐ نے فرمایا ابو ذر اگر احد پہاڑ میرے لئے سونا بن جائے تو کبھی پسند نہیں کروں گا۔ تین راتیں گزر جائیں

(حاجتمندوں، مسکینوں اور غریبوں میں تقسیم کرتے کرتے) اور میرے پاس ایک دینار بھی باقی رہ جائے۔ (بخاری)

۴۔ غزوہ حنین میں جو کچھ مال غنیمت ملا وہ تقسیم کر کے آپؐ واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں بدوؤں کے (نادار) ٹولے کو پتہ چل گیا کہ خدا کے رسول کا یہاں سے گزر ہو رہا ہے تو وہ دوڑ دوڑ کر آئے اور دامن رحمت سے لپٹ لپٹ کر مانگنے لگے۔ آپؐ نے فرمایا خدا کی قسم اگر جنگل کے درختوں کے برابر بھی اونٹ ہوتے تو میں سب تمہیں دے دیتا اور پھر مجھ کو تم بخیل نہ پاتے۔ (بخاری)

۵۔ حضورؐ کے پاس یوں تو جو شخص بھی آتا آپ بغیر کھلائے پلائے اسے نہ جانے دیتے مگر مہمانوں کو دیکھ کر بہت ہی خوش ہوتے۔ انتہاء سے زیادہ خاطر و مدارت کرتے اور بذات خود خدمت مہمانی سر انجام دیتے خواہ دوست ہوتے یا دشمن۔

ایک دفعہ ایک کافر آپ کے ہاں مہمان آیا۔ آپؐ نے اس کے سامنے ایک بکری دوھ کر پیش کی وہ پی گیا پھر دوسری بکری کا دودھ لائے وہ بھی پی گیا۔ اس طرح یکے بعد دیگرے سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ مگر جب تک خود اس نے پینے سے انکار نہ کیا آپؐ برابر پلاتے چلے گئے۔ دودھ دینے سے ہاتھ نہ روکا۔

۶۔ حضرت ابوہریرہؓ ایک روز بھوک سے سخت نڈھال ہو گئے اور تنگ آ کر لوگوں کی عام گزر گاہ پر آ بیٹھے کہ شاید کوئی اپنے ساتھ مجھے بھی گھر لے جائے اور کھلائے پلائے۔ آدمی گزرتے رہے مگر ان کی طرف کسی نے کوئی توجہ نہ کی۔ اتفاق سے حضرت ابوبکر صدیقؓ ادھر آ نکلے ابوہریرہؓ نے ان سے ایک آیت کا مطلب پوچھا مگر وہ حضرت ابوہریرہؓ کا مطلب نہ سمجھے تھوڑی دیر بعد حضرت عمرؓ کا وہاں سے گزر

ہوا- وہ بھی اسی آیت کا مطلب بتا کر آگے چل دیئے۔ انہوں نے بھی حضرت ابو ہریرہؓ کی بھوک کی کیفیت کو نہ سمجھا- اتنے میں خود رسول اللہؐ تشریف لائے۔ دور سے ہی حضرت ابوہریرہؓ کی بھوک کی کیفیت کو بھانپ گئے اور مسکرائے اور انہیں اپنے ساتھ گھر لے آئے وہاں چند اہل صُفہ کے ساتھ خوب سیر ہو کر ابوہریرہؓ کو دودھ پلایا۔

۷- ایک دفعہ رات کو حضورؐ کے ہاں مہمان آگیا اس وقت آپ کے پاس سوائے بکری کے دودھ کے اور کچھ نہ تھا آپؐ نے بکری کا دودھ مہمان کے سامنے رکھ دیا۔ اس نے سارا دودھ پی لیا اور حضورؐ خود بھوکے سو رہے۔ حالانکہ اس سے پہلی رات بھی آپؐ نے فاقہ سے گزاری تھی۔

۸- حضرت مصعب بن عمیرؓ کے بھائی ابو عزیز بن عمیرؓ سے روایت ہے کہ میں جنگ بدر کے قیدیوں میں شامل تھا رسول اللہؐ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تھا "قیدیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو" میں انصار کے کچھ لوگوں کے پاس تھا- وہ جب صبح شام کھانا نکالتے تو خود کھجوریں کھاتے اور مجھے چپاتی کھلاتے یہ خدمت ارشاد نبوی کا نتیجہ تھی۔ (طبرانی)

۹- ایک دفعہ ایک عورت مکہ کی گلی سے گزر رہی تھی اس کے سر پر بھاری بوجھ تھا وہ بمشکل قدم اٹھا سکتی تھی لوگ اس کا مذاق اڑانے لگے۔ حضور اکرمؐ کہیں قریب ہی تھے- آپؐ نے جب اس عورت کو بوجھ تلے دبا ہوا دیکھا تو فوراً آگے بڑھے اور اس کا بوجھ خود اپنے سر پر اٹھا کر اس کی منزل پر پہنچا دیا۔

۱۰- حضور اکرمؐ ایک مرتبہ کسی گلی سے گزر رہے تھے- ایک اندھی عورت ٹھوکر

کھا کر گر پڑی- لوگ اسے دیکھ کر ہنسنے لگے لیکن ہمارے پیارے نبی اکرمؐ کی چشم رحمت نے آنسو بہائے- آپؐ نے اس عورت کو اٹھایا اور اس کے گھر پر پہنچایا-

خدمت خلق کی اسلام میں اس قدر تاکید کی گئی ہے کہ حضورؐ کی بے شمار مثالیں قائم ہیں- ان سے متاثر ہو کر ایک شاعر کہتا ہے-

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

حضورؐ کے دل میں خدمت خلق کا بے پناہ جذبہ موجزن تھا آپؐ ہر وقت خدا کی مخلوق کی خدمت کیلئے کمر بستہ رہتے تھے- اپنا ہو یا بیگانہ، مسلم ہو یا غیر مسلم، آقا ہو یا غلام، امیر ہو یا غریب، دوست ہو یا دشمن سبھی کے کام آتے تھے اور ان کے ادنیٰ سے ادنیٰ کام کرنے میں کوئی عار نہ سمجھتے تھے-

خدمت خلق اور حضرت ابوبکر صدیقؓ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بکریوں کا دودھ دوہتے تھے- ان کے پڑوسی کے ہاں بھی بکریاں تھیں- آپؓ ان کا دودھ بھی دوھ آیا کرتے تھے- رسول پاکؐ کی وفات کے بعد جب آپ خلیفہ بنے تو ایک دن آپ بازار سے گزر رہے تھے اور اپنے مکان کی طرف تشریف لے جا رہے تھے- راستے میں پڑوسی کی بچی سے آپ کا سامنا ہوا- اس نے آپؓ کا دامن پکڑ لیا اور نہایت حیرانگی سے معصومانہ انداز میں کہنے لگی- اب تو آپ خلیفہ بن گئے ہیں- اب ہماری بکریوں کا دودھ کون دوہے گا- آپ نے بچی کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیر کر کہا بیٹی جب

تک میں زندہ ہوں تمہاری بکریوں کا برابر دودھ دوہتا رہوں گا۔ چنانچہ یہ خدمت ہمسایہ آپ نے آخر وقت تک انجام دی پڑوسی کی بکریاں دوہتے رہے۔ بلکہ کہا ضرورت پڑنے پر ان کو چرایا بھی کروں گا کیونکہ لڑکی کا باپ فوج میں بھرتی ہو گیا تھا۔ گھر میں کوئی ایسا مرد نہ تھا جو ان کی بکریاں دوہتا۔

صحابہ کرامؓ میں سب سے زیادہ سخی حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی تھے۔

وسیجنبها الاتقی الذی یوتی ماله یتزکی

کے شان نزول آپ ہی ہیں چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جتنا نفع مجھے ابوبکر صدیقؓ کے مال سے پہنچا ہے کسی کے مال سے نہیں پہنچا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ رو کر فرمانے لگے کہ میں اور میرا مال کیا چیز ہے جو کچھ ہے سب آپ کا ہی طفیل ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے۔

آنحضرتؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مال میں ویسا ہی تصرف فرماتے جیسا اپنے مال میں۔ جس روز ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے اس روز ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے آپؓ نے وہ سب کے سب آنحضرتؐ پر خرچ کر دیئے۔ ایک روز حضرت عمر فاروقؓ جیش عسرت یا جنگ تبوک کے چندہ کا تذکرہ فرما کر کہنے لگے آپؐ نے جب ہمیں مال صدقہ کرنے کا حکم دیا تو میں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بڑھ کر مال صدقہ کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور اپنا نصف مال صدقہ کر دیا رسول اللہؐ نے مجھ سے دریافت کیا کہ اپنے اہل و عیال کے واسطے کچھ چھوڑا ہے میں نے عرض کیا باقی نصف۔ اتنے میں ابوبکر صدیقؓ اپنا سارا مال لئے ہوئے آ پہنچے۔ نبی کریمؐ نے ان سے بھی سوال کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اہل و عیال کیلئے خدا اور رسول خدا کافی ہیں۔ میں نے یہ دیکھ کر کہا کہ میں کبھی ابوبکرؓ سے کسی بات میں نہ بڑھ سکوں گا۔

خدمت خلق اور حضرت عمر فاروقؓ

۱۔ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ کو اطلاع ملی کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما (جو فوجوں کے کمانڈر انچیف رہ کر کئی علاقوں کو فتح کر کے بے شمار مال غنیمت خزانے میں جمع کرا چکے تھے) نہایت تنگدستی اور ناداری کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ سن کر اپنے قاصد کے ہاتھ چار چار ہزار اشرفیاں تھیلی میں بند کر کے ان کے پاس بھیجیں اور قاصد سے کہا کہ ایک طرف ہو کر دیکھتے رہنا کہ وہ اس رقم کو کس طرح رکھتے ہیں۔ قاصد نے آکر حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ ہر دو نے وہ رقم مٹھی بھر بھر کر غریب اور نادار محلے داروں میں بانٹ دی۔ اور ایک کوڑی تک اپنے پاس نہیں رکھی۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ دونوں ایک ہی تھیلی کے باٹ ہیں۔

۲۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں ایک رات حضرت عمرؓ نے مجھے یاد فرمایا میں ان کے پاس پہنچا تو فرمانے لگے مدینہ کے دروازے پر ایک قافلہ اترا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سب تھکے ماندے سو جائیں اور ان کے ہاں چوری ہو جائے۔ یہ کہہ کر وہ چل کھڑے ہوئے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ جب ہم قافلے کے پاس پہنچ گئے تو حضرت عمرؓ نے مجھ سے کہا کہ تم اب سو جاؤ۔ پھر وہ رات بھر پہرے کی خدمت انجام دیتے رہے کیا مجال کے ساری رات آنکھ بھی جھپکی ہو۔

۳۔ جو لوگ محاذ جنگ پر ہوتے حضرت عمرؓ ان کے گھروں میں جاتے اور عورتوں سے پوچھ کر انہیں بازار سے سودا سلف لا دیتے۔ فوجیوں کے خط آتے تو خود ان

کے گھروں چھٹی رساں کی طرح گھوم گھوم کر پہنچاتے۔ جس گھر میں کوئی پڑھا لکھا نہ ہوتا وہاں خود ہی چوکھٹ پر بیٹھ جاتے اور گھر والے جو کچھ لکھاتے وہ لکھ دیتے۔

۴۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک عورت آئی اس نے کہا کہ میرے شوہر کا انتقال ہو چکا ہے۔ میرے چھوٹے چھوٹے لاوارث بچے ہیں نہ وہ کوئی کام کر سکتے ہیں نہ ان کے پاس مویشی ہیں کہ ان کے ذریعے سے روزی پیدا کریں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا۔ تم یہیں ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔ اپنے بیت المال سے غلہ اور دیگر ضروریات زندگی اونٹ پر لادا اس کی نکیل پکڑے ہوئے بیوہ کے پاس پہنچے اور اس کے ہاتھ میں اونٹ کی مہار تھما کر کہا کہ اسے ہانک کر اپنے گھر لے جاؤ۔ جب یہ سامان زندگی ختم ہو جائے تو پھر اور دے دوں گا۔

۵۔ ایک بار حضرت عمر فاروقؓ روٹی اور گھی کھا رہے تھے کہ ایک دیہاتی کو کھانے میں شریک کیا۔ وہ پے در پے لقمے توڑ توڑ کر پیالے میں لگے ہوئے گھی کو پونچھ پونچھ کر کھانے لگا۔ آپؓ نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں گھی نصیب نہیں ہوتا۔ اس نے جواب دیا۔ خدا کی قسم اتنے عرصے سے نہ میں نے گھی چکھا ہے اور نہ گھی میں ملی ہوئی روٹی دیکھی ہے۔ آپؓ نے فرمایا اب میں بھی اس وقت تک گھی نہ چکھوں گا جب تک تمام لوگ اپنے پہلے معیار زندگی پر نہ آجائیں (مالک)

۶۔ حضرت عمر فاروقؓ کے خادم بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات اپنے آقا حضرت عمرؓ کے ہمراہ نکلا ہم چلتے چلتے مدینہ سے دور جا نکلے۔ ہم مدینہ کے ارد گرد بستیوں کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے تھے۔ دور سے ہم نے آگ جلتی دیکھی حضرت عمر فاروقؓ نے کہا میرا خیال ہے کچھ سواروں کو سردی کی شدت اور

رات کے اندھیرے نے روک رکھا ہے۔ چلو ہم وہاں چل کر دیکھتے ہیں کیا ماجرا ہے۔ ہم تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔ ہم نے دیکھا۔ ایک عورت اپنے چند بچے لئے بیٹھی ہے۔ اور پاس ہی ہنڈیا چولہے پر چڑھا رکھی ہے۔ بچے روتے اور چلاتے ہیں۔ بھوک سے بے تاب ہیں۔ حضرت عمرؓ نے عورت کو سلام کیا اور پوچھا تیرا کیا حال ہے یہ بچے کیوں چلا رہے ہیں۔ عورت نے جواب دیا کہ یہ بچے بھوک کے مارے چیخ و پکار کر رہے ہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا اس ہنڈیا میں کیا ابل رہا ہے۔ عورت نے کہا اس میں محض پانی ہے جو بچوں کو بہلانے اور تسلی دینے کیلئے ابال رہی ہوں۔ تاکہ وہ خاموش ہو جائیں اور سو جائیں ہمارے اور عمر کے درمیان فیصلہ قیامت کے دن اللہ کے پاس ہو گا حالانکہ عمر کا فرض ہے کہ ہمارے راشن پانی کا انتظام کرے ہم اس کی رعایا ہیں۔ اس پر حضرت عمر نے کہا خدا کی بندی عمر کو تمہارا حال کیسے معلوم ہو۔ عورت نے فوراً جواب دیا پھر وہ خلیفہ کیوں بنا بیٹھا ہے۔ جب کہ وہ رعایا کے حال سے اتنا غافل ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ اپنے خادم کے ہمراہ وہاں سے بڑی تیزی سے چل پڑے اور سیدھے آٹے کے گودام میں پہنچ کر آٹے کی بوری اور چربی کا ڈبہ اٹھا لائے۔ عورت کو کہا بوری سے آٹا نکال کر گوندھوں میں آگ تیز کرتا ہوں اور چولہے میں پھونکیں مارنے لگے اور آپ کی داڑھی کے بالوں سے دھواں چھن چھن کر نکل رہا تھا یہاں تک کہ کھانا تیار ہو گیا۔ ایک بڑے تھال میں ہنڈیا کو انڈیل دیا گیا۔ کھانا ذرا ٹھنڈا ہوا تو بچوں کو اپنے سامنے کھلایا۔ سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ حضرت عمرؓ اٹھے تو عورت نے کہا اللہ آپ کو جزائے خیر دے بچے بھی سکون سے سو گئے اور حضرت عمر

کے دل کو بھی سکون ہوا۔
یاد رکھیئے کہ:۔ انسان کو خدمت خلق میں جو مسرت اور سکون ملتا ہے اس کی مثال ملنی ناممکن ہے۔

۷۔ حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں ایک اور واقعہ ہے جس کی مثال پیش کرنے سے تاریخ عاجز ہے۔

حضرت عمرؓ کی عادت تھی کہ وہ رات کو گشت کر کے اپنی رعایا کے حالات معلوم کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مدینہ سے دور کسی وادی میں نکل گئے۔ اچانک ان کے کان میں رونے کی آواز پڑی۔ یہ آواز ایک خیمہ سے آرہی تھی۔ جس کے دروازے پر ایک اداس حالت میں آدمی کھڑا تھا۔ آپؓ نے اسے سلام کیا اور پوچھا تو کون ہے اور کیوں اداس اور فکرمند ہے؟ اس نے کہا میں دیہاتی ہوں اور یہاں خلیفہ وقت سے مدد کا طالب ہوں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ خیمے سے چیخنے کی آواز کیسی آرہی ہے تو بولا اپنی راہ لے۔ تجھے اس سے کیا سروکار۔ حضرت عمر نے بہت اصرار کیا تو اس نے بتایا کہ میری بیوی دردِ زہ میں مبتلا ہے۔ میرے پاس کوئی نہیں جو اس کی مدد کر سکے۔ صرف خدا کا سہارا ہے۔ حضرت عمر گھر لوٹے اور اپنی بیوی سے کہا کیا ہی اچھا موقع ثواب کا خدا نے آپ کیلئے مہیا کیا ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے واقعہ کی ساری تفصیل بتا دی۔ اور ان سے کہا کہ وہ ضروریات کی چیزیں وغیرہ ساتھ لے لیں آخر نہایت تیزی سے چلتے ہوئے دونوں خیمے کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت عمرؓ نے بیوی سے کہا کہ تم خیمے کے اندر چلی جاؤ آپ مرد کے ساتھ باہر بیٹھ گئے۔ بیوی آگ جلا کر وہ چیزیں پکانے لگیں

جو ساتھ لائیں تھیں۔ اسی دوران خیمے کے اندر بچے کی ولادت ہوئی بیوی نے اندر سے آواز دی کہ اے امیر المومنین اپنے ساتھی کو بچے کی ولادت کی مبارکباد دیجئے۔ بیوی کی آواز سے آدمی کو معلوم ہوا کہ وہ امیر المومنین کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ امیر المومنین کا حسن سلوک دیکھ کر وہ عش عش کر اٹھا۔ پاس سے خوف کے مارے سرکنے لگا۔ حضرت عمرؓ نے کہا بے تکلف بیٹھے رہیئے۔

حضرت عمرؓ نے بیوی سے کہا کھانا پکا کر بیمار کو کھلائیں جب وہ کھا چکی تو پھر حضرت عمر نے مرد کو کھلایا اور پوری رات جاگتے ہوئے گزار دی۔ بیوی نے خدمت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ سارا کام خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کل ہمارے پاس آجانا ہم بچے کا وظیفہ مقرر کردیں گے اور امداد بھی کریں گے۔

تاریخ انسانی ایسی خدمت اور ہمدردی کی مثال پیش کرنے سے بالکل قاصر ہے۔

خدمت خلق اور حضرت عثمان غنیؓ

ایک دفعہ مدینہ میں سخت قحط پڑا تو اناج کی قیمت آسمان پر پہنچ گئی اس وقت حضرت عثمانؓ کے ایک ہزار اونٹ اشیاء خوردنی کے مدینہ کی طرف آرہے تھے یہودی تاجروں نے حضرت عثمانؓ کو قیمت خرید پر کئی گناہ نفع دے کر غلہ خریدنا چاہا۔ لیکن حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں تو اور بھی زیادہ نفع کا طالب ہوں۔ یہودی نفع بڑھاتے گئے اور حضرت عثمان کہتے چلے گئے کہ میں تو اور بھی زیادہ لینا

چاہتا ہوں۔ لوگ سخت حیران تھے کہ حضرت عثمان کیا کر رہے ہیں۔ آخر کار جب یہودی تاجر کس طرح بھی حضرت عثمان کو غلہ بیچنے پر آمادہ نہ کر سکے اور بالکل مایوس ہو گئے تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ آج میں اپنے مال پر زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کروں گا اور اتنا نفع صرف اللہ ہی دے سکتا ہے چنانچہ انہوں نے اپنا تمام غلہ اور ضروریات زندگی کا سامان مدینے کے میدان میں ڈھیر لگا دیا پھر تمام غلہ فاقہ مستوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت عثمان بڑے تاجر تھے اور تجارت سے نفع اٹھانا ہی آپ کا مقصد نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو قحط کے دنوں میں منہ مانگے دام حاصل کرتے۔ لیکن ان کی نگاہ رمز شناس پر یہ بات پوری طرح روشن تھی کہ لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا تجارت نہیں بلکہ لوٹ مار ہے۔

وہ جانتے تھے کہ تجارت کا مقصد خدمت خلق ہے اور قحط سالی میں غلہ کی مفت تقسیم سب سے بڑی خدمت ہے۔ جس کی اسلام نے ہمیں تعلیم دی ہے۔ مسلمان جب مدینہ میں آئے تو پانی کی وہاں سخت تکلیف تھی ایک یہودی کا وہاں کنواں تھا۔ وہ پانی نہایت گراں فروخت کرتا تھا۔ آپؓ نے وہ کنواں اس یہودی سے (۳۵) پنتیس ہزار درہم میں خرید کر وقف کر دیا۔

نبی کریمؐ لشکر عسرہ کی تیاری فرما رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو کوئی لشکر عسرہ کیلئے سامان فراہم کرے گا وہ جنتی ہے۔ (اس لشکر کا نام جیش عسرہ اس لئے رکھا گیا کہ اس وقت مسلمان بڑی تنگ حالت میں تھے۔ ان کے پاس سامان جہاد بالکل نہ تھا۔ افلاس و پریشانی کی حالت میں مسلمانوں کو سامان جنگ فراہم کرنے والے کیلئے رسالت مآب نے جنت کی خوشخبری دی تھی) حضرت عثمانؓ نے فرمایا

یارسول اللہؐ سو اونٹ مع پالان و تمام ساز و سامان کے میں پیش کروں گا۔ اس پر سرور دو عالمؐ نے دوسرے صحابہ کو سامان لشکر فراہم کرنے کی جانب متوجہ فرمایا تو حضرت عثمانؓ نے کہا یارسول اللہ دو سو اونٹ مع سامان کے فی سبیل اللہ میں پیش کروں گا۔ اس پر سرور دو عالمؐ نے دوسرے صحابہ کو فراہمی سامان لشکر کیلئے توجہ دلائی تو حضرت عثمانؓ نے پھر عرض کیا یارسول اللہؐ تین سو اونٹ مع تمام ساز و سامان کے فی سبیل اللہ میں پیش کروں گا یہ سن کر سرور دو عالمؐ منبر سے نیچے اترے اور فرمایا:

"اب عثمان کے جرم و گناہ ان کو تکلیف نہ دیں گے" ایک حدیث میں ہے نبی کریمؐ نے فرمایا اگر عثمان آج کے بعد کوئی نیک عمل نہ کریں تو وہ جنتی ہیں۔ اور انہیں ان کا کوئی گناہ نقصان نہیں دے گا۔

خدمت خلق اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ایک دفعہ حضرت علیؓ کے گھر میں فاقے پہ فاقے گزر رہے تھے کہ آپ نے ایک یہودی سے اون لی تاکہ حضرت فاطمہؓ اون کو بنیں۔ جب وہ بن چکیں تو اس سے تین صاع گندم ملی۔ پہلے دن ایک صاع گندم لے کر حضرت فاطمہ نے چکی میں پیسی اور روٹیاں پکائیں جب پس چکیں اور حضرت علی اپنے بچوں سمیت کھانے کو بیٹھے ہی تھے کہ ایک مسکین نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور کہا اے اہل خانہ نبوت میں کئی دنوں کا بھوکا ہوں روٹی کا طلب گار ہوں اللہ کے نام پر مجھے کچھ کھانے کو دیجئے۔ خدا آپکا بھلا کرے گا۔ چنانچہ وہ روٹیاں جو پکی تھیں اور ان کو

کھانے ہی کو تھے اٹھا کر بھوکے فقیر کو دے دیں۔

دوسرے اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ متواتر تین دن تین رات حضرت علیؓ کے اہل خانہ نے پانی پی کر گزار دیئے۔

خدمت خلق اور دیگر صحابہ کرامؓ

۱۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضورؐ کی خدمت میں آکر عرض کیا یا رسول اللہؐ فلاں شخص کا ایک کھجور کا درخت ہے۔ میں اپنی دیوار کی ٹیک اس سے لگانا چاہتا ہوں اس سے ذرا آپ کہہ دیں کہ وہ مجھے دے دے تاکہ میں اپنی دیوار کی ٹیک اس سے لگا دوں۔ آپؐ نے اس آدمی سے فرمایا اپنا وہ پیڑ اسے جنت کی کھجور کے عوض دے دو۔ اس آدمی نے دینے سے انکار کر دیا۔

راوی کہتے ہیں کہ اس آدمی کے پاس حضرت ابو وحداحؓ پہنچے اس سے کہا کہ اپنے اس کھجور کے درخت کو میرے باغ کے عوض میرے ہاتھ بیچ دے۔ اس آدمی نے کہا میں نے بیچ دیا۔ اس کے بعد یہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ جناب میں نے اس آدمی سے وہ کھجور کا درخت اپنے باغ کے عوض خرید لیا ہے اب آپ اس کھجور کے درخت اس ضرورت مند کو دے دیجئے۔ میں نے وہ کھجور کا درخت آپ کے حوالے کر دیا۔

۲۔ حضرت سلمانؓ صوبہ کے گورنر تھے۔ پانچ ہزار تنخواہ ملتی تھی لیکن اس میں سے ایک پیسہ بھی اپنے اوپر خرچ نہیں کرتے تھے۔ تنخواہ ملنے پر ساری کی ساری تنخواہ ایک ایک پیسہ کر کے غریبوں محتاجوں اور یتیموں کو دے دیتے تھے اور اپنا ذاتی

خرچ چٹائیاں بنا کر اور فروخت کر کے پورا کرتے تھے۔

۳۔ حضرت طلحہؓ بڑے تاجر تھے۔ انہوں نے اتنی ترقی کی کہ ساڑھے تین ہزار یومیہ آمدنی ہو گئی۔ مگر خیرات و صدقات میں اس قدر کشادہ دست تھے کہ ان کو ان کے ساتھی فیاض کے لقب سے پکارا کرتے تھے۔ آپؓ نے اپنی زمین کا ایک ٹکڑا سات لاکھ درہم میں حضرت عثمان غنی کے ہاتھ بیچ دیا اور ساری کی ساری رقم ایک ہی رات کے اندر اندر نادار مسلمانوں میں تقسیم کر دی۔

۴۔ ایک دن حضرت حسنؓ طواف کر رہے تھے کہ اسی حالت میں ایک شخص نے آپ کو اپنی ضرورت کیلئے ساتھ لے جانا چاہا۔ آپ طواف چھوڑ کر اس کے ساتھ ہو لئے اور اس کی ضرورت پوری کر کے واپس آئے تو کسی نے اعتراض کیا کہ آپ طواف چھوڑ کر اس کے ساتھ چلے گئے تھے۔ آپؓ نے فرمایا آنحضرتؐ کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے کیلئے جاتا ہے اور اس کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے تو ساتھ جانے والے کو ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ اور اگر پوری نہیں ہوتی تو پھر بھی ایک عمرہ کا۔ ایسی صورت میں کسی طرح نہ جاتا۔ میں نے طواف کی بجائے پورے ایک عمرہ کا ثواب حاصل کیا اور پھر واپس آ کر طواف بھی پورا کر لیا۔

۵۔ حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے گورنر ہیں۔ رعایا کی دیکھ بھال کیلئے بازار میں گشت کر رہے تھے۔ لیکن بدن پر ایک ایسی پوشاک تھی جس سے کسی مزدور پیشہ آدمی کے شبہ ہونے کا خیال آتا تھا۔ مدائن میں ابھی ابھی تاجروں کا قافلہ رکا۔ سامان اٹھانے کیلئے انہیں کسی مزدور کی اشد ضرورت تھی اتنے میں سامنے سلمان

فارسیؓ نظر آگئے۔ تاجروں نے انہیں مزدور سمجھ کر سامان اٹھوانے کیلئے کہا۔ تو انہوں نے سامان سر پر رکھ لیا اور ان کے ساتھ چل پڑے۔ راستہ میں لوگوں کی نظر جب سلمان فارسیؓ پر پڑی تو وہ لوگ کہنے لگے تم نے یہ کیا غضب کیا ہے یہ تو ہمارے مدائن کے گورنر ہیں۔ یہ سنتے ہی تاجر حواس باختہ ہو گئے اور معافیاں مانگنے لگے۔

حضرت سلیمان نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں میں تو تم لوگوں کے سامان منزل تک پہنچا کر سر سے اتاروں گا۔ آخر گورنر سوائے خدمت خلق کے اور کس بات کیلئے ہوتے ہیں۔

۶۔ جنگ یرموک کے موقع پر لڑائی زوروں پر تھی لاکھوں رومی مسلمانوں کے مقابلہ پر ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ مسلمان صرف چند ہزار تھے۔ بہت نازک حالت کا سامنا تھا۔ بہت سے زخمی میدان جنگ میں پیاسے تڑپ رہے تھے عدوی نامی مجاہد پانی لے کر اپنی زخمی بھائی کی تلاش میں نکل پڑا۔ جب اپنے زخمی بھائی کے پاس پہنچا تو وہ جاں بلب تھا اس کے منہ میں ٹپکانے کو ہی تھا کہ پاس سے ایک اور زخمی کی آواز آئی "ہائے پانی" زخمی بھائی نے پانی نہ پیا اور اشارہ کیا کہ پہلے اسے پلاؤ۔ عدوی اس کے پاس پانی لے گیا۔ ابھی پلانے نہ پایا تھا کہ تیسرے زخمی آواز آئی "ہائے پانی" دوسرے زخمی نے کہا پہلے اس کو پلاؤ۔ پھر عدوی تیسرے زخمی کے پاس پانی لے گیا۔ پانی اس کے منہ تک پہنچا ہی تھا کہ اس نے آخری ہچکی لی اور جاں بحق ہو گیا۔ پھر وہاں سے جلدی جلدی دوسرے زخمی کے پاس پہنچا تو وہ بھی جام شہادت پی چکا تھا۔ اس کے بعد اپنے زخمی بھائی کی طرف دوڑا مگر وہ بھی اتنے میں

جہاں فانی سے رخصت ہو چکا تھا۔

دیکھیئے اسلام نے مسلمانوں میں انسانی خدمت کا جذبہ ایسا بھر دیا تھا کہ جاں کی بازی لگانے میں بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔

۷۔ ایک دن لوگوں نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو نہایت ہی خستہ حال کمبل اوڑھے دیکھا۔ کسی نے آپ سے پوچھا۔ اے ابوذر کیا آپ کے پاس اس پھٹے کمبل کے علاوہ اور کوئی لباس نہیں جو اس بدوضع حالت میں بازاروں میں گھوم پھر رہے ہو۔ آپؓ نے جواب دیا میرے بھائی اگر ہوتا تو میں ضرور استعمال کرتا۔ اس شخص نے پھر کہا۔ کل ہی تو ہم آپ کو ایک نہایت خوبصورت کمبل پہنے دیکھ چکے ہیں وہ کمبل کہاں ہے۔ جواب دیا میں نے وہ ایک ضرورتمند کو دے دیا۔ اس شخص نے حیرت سے سوال کیا آپ سے بھی زیادہ کوئی اور ضرورت مند ہو سکتا ہے۔ ابوذر بولے میرے پاس یہ پھٹا ہوا کمبل تو ہے۔ اس غریب کے پاس یہ بھی نہ تھا۔

خدمت خلق اسی بات کا نام ہے کہ اپنے کو اشد ضرورت بھی ہو تو پھر بھی دوسرے ضرورت مند کو دے دے۔

۸۔ حضرت خالد بن عبداللہ بہت سخی اور حد درجہ کے فیاض تھے۔ جو کچھ پاس ہوتا سب کچھ غریبوں، مسکینوں اور ضرورت مندوں میں بانٹ دیتے تھے اور افلاس تک نوبت پہنچ جاتی۔ ان کے ایک دوست نے انہیں خط لکھا۔ جس میں انہیں ترغیب دی کہ وہ اپنا ہاتھ کچھ روکے رکھیں اور زمانہ کے انقلاب سے بھی ڈرتے رہیں۔ خالد نے جواب دیا تم مجھے اس چیز سے ڈراتے ہو جو سلامتی کی بنیاد ہے اور اس چیز

سے روکتے ہو جس کو خدا نے اپنے بندوں پر واجب کیا ہے۔ میں خدا کی راہ میں غریبوں، مسکینوں، حاجتمندوں اور ضرور تمندوں میں آپنی دولت کو تقسیم کرنے سے کبھی باز نہیں آسکتا۔ دین کا منشاء یہی ہے کہ خدا کی مخلوق کی خدمت کی جائے۔

بقیہ ؛ عہد بنو امیّہ کے علمی کارنامے

۱۲۔ شذرات الذہب "علامہ عبدالحی بن العماد الحنبلی (م۱۰۸۹ھ)"
۱۳۔ فتح الباری "حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی (م۸۵۶ھ)"
۱۴۔ فتح المغیث "حافظ محمد بن عبدالرحمان سخاوی (م۹۰۲ھ)"
۱۵۔ فہرست ابن ندیم (ابوالفرج محمد بن اسحاق بغدادی (م۳۸۵ھ)"
۱۶۔ مصفی شرح موطا "امام شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلوی (م۱۱۷۶ء)
۱۷۔ منہاج السنتہ النبویہ نقض قول الشیعہ و القدریہ "شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (م۷۳۸ھ)"

بقیہ۔ اخبار الجامعہ

دیتے ہوئے شاہ اسمٰعیل شہید کا تذکرہ کیا کہ جس طرح انہوں نے صحیح کتاب و سنت کی تعلیم کو عام کرنے کیلئے جہاد کیا۔ اسی طرح الشیخ جمیل الرحمان نے بھی اسی مشن پر اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ اب یہ ہمارا کام اور مشن ہے کہ اس کی تکمیل کریں انہوں نے علماء کرام سے تعاون کی اپیل کی اور فرمایا کہ اہل حق پر مصیبتیں آتیں ہیں لیکن ہمیں ثابت قدم رہ کر اپنے کام کو سرانجام دینا ہے۔

آخر میں مدیر التعلیم جامعہ سلفیہ نے تمام شرکاء اور مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

جامعہ کے طالب علم محمد بلال الحماد کا اعزاز

احباب کو یہ جان کر دلی مسرت ہو گی کہ جامعہ سلفیہ کے طالب محمد بلال

الحماد نے وزارت مذہبی اور حج و اوقات کے مقابلہ مضمون نویسی میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔ اور قومی سیرت کانفرنس کے موقعہ پر صدر مملکت جناب غلام اسحاق خان سے انعام اور ایوارڈ حاصل کیا یہ مقابلہ پورے پاکستان پر مشتمل تھا طالب مذکور انتہائی صالح اور ذہین ہے اور قابل ترین طلبہ میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ ہم انہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

جامعہ سلفیہ میں ششماہی امتحانات

مورخہ ۲۱ ستمبر بروز ہفتے سے جامعہ سلفیہ میں ششماہی امتحانات شروع ہو کر مورخہ ۲۹ ستمبر بروز اتوار کو ختم ہوئے امتحانات انتہائی نظم و ضبط کے ساتھ منعقد ہوئے احباب کے علم میں ہو گا کہ جامعہ کا نظام امتحانات دیگر مدارس سے مختلف ہے۔ ششماہی امتحانات کے نمبر سالانہ امتحان میں شمار ہوتے ہیں۔ اور ۵۰٪ فیصد نمبر حاصل کرنے والا پاس تصور ہوتا ہے۔

الجامعہ الاسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ

اس سال جامعہ سلفیہ کے نو طالب علم مدینہ یونیورسٹی میں قبول ہوئے ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) محمد بلال الحماد۔ (۲) غلام رسول۔ (۳) محمد فاروق۔ (۴) عبدالغفار بخاری۔
(۵) محبوب اللہ۔ (۶) عبدالوارث۔ (۷) احمد سلیم۔ (۸) عبداللہ قاسم۔ (۹) علی شریف